International Research Journal of Religious Studies, Vol.:3, Issue: 02,July-Dec 2023 PP: 98-110

OPEN ACCESS
IRJRS
ISSN (Online): 2959-1384
ISSN (Print): 2959-2569
www.irjrs.com

تفسیر معارف القرآن میں اجماعات کو نقل کرنے کا منہج: ایک تحقیقی جائزہ

THE MECHANISM OF CITING CONSENSES IN TAFSIR MA'RIF AL-QUR'AN: AN EXPLORATORY REVIEW

Imran Khan
PhD Scholar, Department of Islamic Studies and Arabic, Gomal University, D.I.Khan.
Email : imrankphd@gmail.com
https://orcid.org/0009-0008-4108-4438

Dr. Manzoor Ahmad
Assistant Professor, Department of Islamic Studies and Arabic, Gomal University, D.I.Khan.
Email : drmanzoor67@yahoo.com
https://orcid.org/0000-0001-9396-0825

Abstract

This exploratory article delves into the intricate mechanics of citing Ijmaat (Consensus) within the context of Tafsir Ma'rif al-Qur'an. Mufti Shafi's renowned work, Tafsir Ma'rif al-Qur'an, occupies a significant place in Islamic scholarship, particularly for its treatment of Ijmaat. The study examines how Ijmaat, a vital concept in Islamic jurisprudence, is employed and elucidated within this influential Quranic commentary.The article embarks on a comprehensive analysis, dissecting the various instances where Ijmaat is referenced in Tafsir Ma'rif al-Qur'an, elucidating its role in interpreting the Quranic text, and elucidating its theological implications. By scrutinizing the nuances of Mufti Shafi's approach to Ijmaat, this review aims to shed light on the methodology and rationale underpinning its inclusion.Moreover, the article places these findings within the broader context of Islamic exegesis, offering insights into how Mufti Shafi's work contributes to the ongoing

CC BY

discourse on Ijmaat within Quranic commentary. Ultimately, it seeks to provide a deeper understanding of the relationship between Ijmaat and Quranic interpretation, enriching the scholarly dialogue on this critical facet of Islamic jurisprudence and exegesis.

***Key Words**: Mufti Muhammad Shafi, Tafsir Maarif ul Quran, Consenses, Jurisprudence, Exegesis.*

موضوع کا تعارف

اجماع کے لغوی معنوں میں عزم، پختہ ارادہ یا کسی نکتہ پر اتفاق کر لینا شامل ہیں [1]۔ اس سلسلے میں چند فقہاء کرام کی تعریفات پیش کی جا رہی ہیں:

"ھو اتفاق المجتھدین فی عصر من العصور علی الحکم الشرعی بعد وفاۃ النبی ﷺ بدلیل[2]"

"اجماع سے مراد آنحضرت ﷺ کے وصال ہونے کے بعد کے زمانے کے (مسلم امت کے) سب علمائے کرام اور مجتہد حضرات کا کسی دلیل کے ساتھ کسی حکم شرعی پر متفق ہو جانا ہے۔"

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اجماع کی تعریف کچھ یوں ہے:

"اتفاق امۃ محمد ﷺ خاصۃ علی امر من الامور الدینیۃ[3] "

"امت محمدیہ کا دینی امور میں سے کسی امر پر متفق ہونا۔"

امام شوکانیؒ اجماع کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"فھو اتفاق مجتھدي أمة محمد ﷺ بعد وفاته في عصر من العصور علي أمر من الأمور[4]"

"حضرت محمد ﷺ کے وصال کے بعد امت مسلمہ کے مجتہدین حضرات کا کسی بھی دور کے کسی معاملے پر متفق ہونا۔"

قیاس یا اجماع الگ سے کوئی مستقل دلیل شرعی نہیں ہیں اس لئے لازمی ہے کہ اجماع کی بنیاد کسی شرعی اصول پر ہو۔ اس لئے اجماع کی صورت میں اس بات کو لازمی طور پر مد نظر رکھنا ہوتا ہے کہ وہ بنیادی اصول قرآن مجید میں یا سنت نبوی ﷺ میں موجود ہوں۔ یا کم از کم قیاس میں موجود ہوں۔ اجماع کی ضرورت اس لئے محسوس ہوئی کہ اہل اجماع کے پاس احکامات کو جاری کرنے کا حق نہیں ہے۔ یہ حق تو صرف اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے پاس ہے۔ اسی لئے صحابہ کرام نے بھی جن مسائل پر اجماع کیا ہے تو کسی اصول پر بحث کرنے کے بعد اپنی رائے ظاہر کی ہے۔ جیسا کہ دادی کی وراثت کے معاملہ میں حضرت مغیرہ بن شعبہ کی بیان کی گئی خبر کو بنیاد بنایا گیا۔ اور جمع بین المحارم کے سلسلے میں ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کو بنیاد بنایا گیا۔ ایسے ہی حقیقی بھائیوں کی موجودگی میں باپ شریک بھائیوں کی وراثت کے معاملے میں بھی ان کا حق وراثت تسلیم کیا گیا۔ اس لئے قران و سنت کو اجماع کی بنیاد کہا جاتا ہے۔

قرآن وسنت کی روشنی میں اجماع کی ضرورت واہمیت

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جیسا کہ فرمان الٰہی ہے:

"اَلْیَوْم اکملت لکم دینکم[5]"

"آج میں نے اپنا دین تمھارے لئے مکمل کر دیا۔"

اللہ تعالیٰ جو کہ حیی قیوم ہے، وہ اپنے دین کو مکمل فرما چکا، نبی اکرم ﷺ وفات پا چکے جو کہ خاتم النبیین تھے، اور قرآن مجید میں محدود احکام بیان کئے گئے ہیں۔ اب چونکہ ہدایت کے ذرائع کا سلسلہ تو منقطع ہو چکا ہے۔ اس لئے اب اس کا لازمی نتیجہ یہی ہے کہ قرآن و سنت کے اصولوں کے مطابق ان مسائل کا حل تلاش کرنے کی سعی کی جائے۔ نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

إن الله لا يجتمع أمتي على الضلالة[6]

"اللہ تعالیٰ میری امت کو گمراہی پر جمع نہیں فرمائے گا۔"

دوسری جگہ فرمایا کہ:

"اتبعو سواد الأعظم فإنه من شذ شذ فى النار[7]"

"سواد اعظم (بڑی جماعت) کی اتباع کرو، کیونکہ جو الگ ہوا وہ جہنم میں ڈالا جائے گا۔"

ایسے ہی ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَاتَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَاتَوَلَّى وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا[8]"

"اور جس نے ہدایت کھل کر سامنے آجانے کے بعد رسول اکرم ﷺ کی نافرمانی کی اور مومنین کے راستے کے سوائے کسی اور راستے کی پیروی کی تو اسے ہم اسی طرف لے جائیں گے جدھر وہ خود گیا اور اس نے جانا چاہا اور اس کو جہنم میں داخل کر دیں گے جو بہت بری رہنے کی جگہ ہے۔"

مذکورہ آیت کی تشریح کرتے ہوئے مفتی محمد شفیعؒ تفسیر معارف القرآن میں لکھتے ہیں کہ:

"اس آیت میں دو چیزوں کا جرم عظیم اور دخول جہنم کا سبب ہونا بیان فرمایا ہے: ایک رسول ﷺ کی مخالفت، اور یہ عیاں ہے کہ رسول اکرم ﷺ کی مخالفت ایک کفر اور عظیم وبال ہے دوسرا جس کام پہ ساری امت مسلمہ کرے اس کے برعکس دوسرا راستہ اختیار کرنا۔"[9]

ان باتوں سے ظاہر ہوا کہ امت کا اجماع بھی حجت ہے، یعنی جس طرح کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ میں بیان کردہ احکامات پر عمل کرنا اور ماننا لازم امر بن جاتا ہے، بعینہ مسلمانوں کا جس چیز پر اتفاق ہو جائے اس چیز پر بھی عمل کرنا اور اس کو ماننا لازم ہو جاتا ہے اور اس کی مخالفت کرنا گناہ بن جاتا ہے۔

مفسرین کے ہاں اجماع کی اہمیت و مقام

قرآن کریم کے اسرار پر مفسرین نے مختلف اسالیب اور طریقوں سے بحث کی ہے اور اجماع بھی ان موضوعات میں سے ہے۔ جسے مفسرین نے نہایت اہتمام سے بیان کیا ہے اور انتہائی عرق ریزی سے اس موضوع پر کام کیا ہے۔

علم تفسیر کے آغاز ہی میں آدمی کو احساس ہو جاتا ہے کہ مفسرین اجماع نقل کرنے کا بہت اہتمام کرتے ہیں اور اس پر بہت توجہ بھی دیتے ہیں۔

آپ کوئی بھی تفسیر اٹھالیں چاہے نئی ہو یا پرانی آپ کو مختلف علوم کے بے شمار اجماعات ملیں گے: عقیدہ سے متعلق، فقہ سے متعلق، لغت سے متعلق اور تاریخ سے متعلق۔

مفسرین نے ان تمام اجماعات کو بڑے اہتمام سے نقل کیا ہے اور ان میں کوئی کمی نہیں چھوڑی، یہاں تک کہ قرآن مجید کی تفاسیر اجماعات کے اہم مصادر میں شمار کی جاتی ہیں۔

جب آپ تفاسیر کا مطالعہ کریں تو آپ کو علم ہو گا کہ اسلامی فنون اجماعات نقل کرنے میں تفاسیر کسی بھی دیگر کتاب سے سب سے آگے ہیں۔

اور آپ دیکھیں گے کہ وہ ہماری جابجا ان اجماعات کو نقل کرتے ہیں اور ان سے استدلال کرتے ہیں اور شاید ہی کوئی اجماع ہو جو ان سے چھوٹ گیا ہو۔

مفسرین نے ان اجماعات کو صرف نقل کرنے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ ان کے تحقیق و تجزیہ پر بھی بھرپور توجہ دی ہے اور اس پر اپنی رائے کا اظہار بھی کرتے ہیں اور یا تو اس کی تائید کرتے ہیں یا پھر اسے مسترد کر دیتے ہیں۔

زیادہ اجماعات نقل کرنے والی تفسیریں

اگر ہم عربی تفاسیر کو دیکھیں کو تفسیر طبری میں سب سے زیادہ اجماعات کو نقل کئے گئے ہیں مگر اردو تفاسیر کے ذخیرہ کی طرف دیکھا جائے تو میری نظر میں تفسیر معارف القرآن مفتی محمد شفیعؒ میں سب سے زیادہ اجماعات نقل کئے گئے ہیں۔ اسی وجہ سے تفسیر معارف القرآن کو اردو تفاسیر میں اجماعات کے حوالہ سے ایک مصدر کی حیثیت حاصل ہے۔

اس کے علاوہ درج ذیل تفاسیر میں بھی بہت زیادہ اجماعات نقل کئے گئے ہیں۔

- المحرر الوجیز لابن عطیہؒ
- البحر المحیط لابی حیان الاندلسیؒ
- البسیط للواحدیؒ
- تفسیر ابن کثیر لابن کثیرؒ
- تفسیر قرطبی للقرطبیؒ
- فتح القدیر للشوکانیؒ

ولشدة عناية المفسرين بالإجماع،فإنهم قل أن يطلعوا على إجماع فى مصدر من المصادر التى يعتمدونها فى تفاسيرهم ،إلا ويقوم المفسر بنقل ذالك الإجماع ،للإستدلال به [10].

مفسرین چونکہ اجماعات کو بہت زیادہ اہمیت دیتے ہیں تو اسی اہمیت کے پیش نظر جب انہیں کسی معتمد تفسیر میں اجماع نظر آتا ہے تو وہ اسے ضرور نقل کرتے ہیں اور اس سے استدلال بھی کرتے ہیں۔

مثلا قرطبیؒ اور ابو حیانؒ زیادہ تر ابن عطیہؒ سے اجماعات نقل کرتے ہیں کیونکہ اجماعات کے حوالے سے وہ ابن عطیہ پر اعتماد کرتے ہیں۔ کیونکہ ابن عطیہؒ کی تفسیر کی عظمت اور شان میں اپنی مثال آپ ہے اور دوسری مؤلف کی قوت استدلال اور تفصیلا اقوال کو ذکر کرنے کی وجہ سے وہ زیادہ تر اس تفسیر پر اعتماد کرتے ہیں۔[11]

اسی طرح ابن عطیہ خود زیادہ تر طبریؒ سے اجماع نقل کرتا ہے اور کبھی امام طبریؒ کی مخالفت بھی کر دیتا ہے۔ اسی طرح شوکانی زیادہ تر قرطبی سے اجماعات کو نقل کرتا ہے۔ ایسے ہی نواب صدیق حسن خان اپنی تفسیر فتح البیان میں زیادہ تر فتح القدیر للشوکانی سے اجماعات نقل کرتا ہے۔

اور علامہ آلوسیؒ زیادہ تر ابو حیان الاندلسیؒ کی تفسیر سے اجماعات نقل کرتے ہیں۔ اور ابن کثیرؒ نے اکثر اجماعات طبریؒ سے نقل کئے ہیں[12]۔

خلاصہ کلام یہ کہ مفسرین نے اپنی اپنی تفاسیر میں اجماعات کو بہت زیادہ اہمیت دی ہے اور وہ اپنی اپنی تفاسیر میں ان اجماعات میں ان تفاسیر سے نقل کرتے ہیں جن پر انہیں اعتماد ہوتا ہے۔

مگر وہ صرف نقل کرنے پر اعتماد نہیں کرتے بلکہ وہ اس بارے میں کبھی اس اجماع کی تائید کرتے ہیں اور کبھی اختلاف بھی کرتے ہیں اور کبھی ایسا اجماع بھی ذکر کرتے ہیں جو انہوں نے اس موقع پر ذکر نہیں کیا ہوتا ہے۔

اجماعات میں تفسیر معارف القرآن کا منہج

تفسیر معارف القرآن کو اردو تفاسیر میں مصدر و مرجع کی حیثیت حاصل ہے کیونکہ تفسیر معارف القرآن میں اجماعات کو انتہائی اہمیت کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔

مگر چونکہ معارف القرآن فقہی تفسیر ہے اس لئے اس میں زیادہ تر جو اجماعات نقل ہوئے ہیں وہ احکام کے حوالے سے ہیں اور اس میں بھی زیادہ تر ان اجماعات کو نقل کیا گیا ہے جو احناف کا مذہب ہے۔

اجماعات ذکر کرنے میں مفتی محمد شفیعؒ کا منہج

اجماعات کی تعداد چونکہ بہت زیادہ ہے اس لئے مفسرین اجماع کو نقل نہیں کیونکہ تمام اجماعات کا نقل کرنا بہت مشکل ہے۔ اس لئے مفتی شفیعؒ بھی تمام اجماعات کو نقل نہیں کرتے البتہ کسی خاص فائدہ و مقصد کی وجہ سے ہی اس کو ذکر کرتے ہیں۔

جن میں سے چند اہم یہ ہیں:

مخالفین پر رد

مختلف اقوال میں وہ مخالفین پر رد کیلئے اجماع کو ذکر کرتے ہیں۔

جیسے تین طلاق کے مسئلہ پر وہ صحابہ کا اجماع[13] نقل کرنے کے بعد مخالفین کی دلیل ذکر کرتے ہیں پھر اس کا تفصیلی رد بھی کرتے ہیں۔

محل نزاع کی تعیین

کسی لفظ کی تفسیر یا معنی میں جب اختلاف ہوتا ہے تو وہ محل نزاع کی تعیین کرتے ہیں۔ اور پھر اجماع نقل کرتے ہیں۔

جیسا کہ مدت رضاعت میں حملہ وفصالہ کے معنی میں دو سال اور ڈھائی سال کا اختلاف ہے تو اس نزاع کو ختم کرنے کیلئے اجماع ذکر کیا کہ ڈھائی سال بعد کسی طور پر اجماعا دودھ پلانا حرام ہے[14]۔

کسی قول کو دوسرے اقوال پر ترجیح دینا۔

ایسا عموماوہ فقہی مذاہب میں احناف کے قول کو ترجیح دینے کیلئے اجماع نقل کرتے ہیں۔

جیسے خنزیر کے تمام اجزاء کی حرمت میں احناف کے قول کو ترجیح دیتے ہوئے اس پر اجماع نقل کر دیا جبکہ اسکے بال، کھال وغیر ھم پر دیگر فقھاء کا دباغت کے بعد استعمال پر اختلاف موجود ہے[15]۔

کسی فاسد معنی کے توہم کو دور کرنے کیلئے

مفتی صاحب اس وجہ سے بھی اجماع نقل کرتے ہیں تاکہ کسی فاسد معنی کا احتمال ہی ختم ہو جائے۔

جیسے اس کی مثال ختم نبوت پر اجماع نقل کیا کہ اس سے مراد آخری نبی حضرت محمد ﷺ ہیں باطل فرقے ختم کے جو فاسد معنی کرتے ہیں مفتی صاحب نے اجماع ذکر کر کے ان معانی کو رد کر دیا[16]۔

جب کوئی لفظ اپنے مراد پر دلالت نہ کرتا ہو

یعنی جب کوئی لفظ اپنی مراد پر دلالت نہ کرتا ہو تو مفتی صاحبؒ اس مراد کی وضاحت کرنے کیلئے بھی اجماع کو نقل کرتے ہیں تاکہ کسی دوسرے معنی کا احتمال نہ رہے۔

جیسے ربا یعنی سود پر تفصیلی اجماع ذکر کر کے ربا کا معنی واضح کر دیا کہ ربا شرعی کیا ہے[17]۔

آیت کی تفسیر جب ظاہر کے خلاف ہو

یعنی جب آیت کی تفسیر ظاہر کے خلاف ہو تو وہاں بھی مفتی شفیعؒ آیت کے معنی کی وضاحت کرتے ہیں اور اس کا مطلب واضح کرتے ہیں اور اس پر اجماع ذکر کرتے ہیں۔

جیسے سورۃ البقرہ کی آیت 180 ظاہر کرتی ہے کہ وصیت کرنا فرض ہے مگر مفتی صاحب نے اجماع نقل کر دیا کہ اب یہ حکم منسوخ ہے[18]۔

کسی مطلق کو مقید کرنے کیلئے

یعنی جب کوئی حکم مطلق ہو مگر اسکی مراد مقید ہو تو اس بات کی وضاحت بھی ذکر کر دیتے ہیں اور اس پر اجماع نقل کرتے ہیں۔

جیسے مفتی محمد شفیعؒ لکھتے ہیں کہ رَفَث " کے لفظی معنی اگرچہ عام ہیں، ایک مرد بیوی سے اپنی خواہش پورا کرنے کے لئے جو کچھ کرتا یا کہتاہے وہ سب اس میں شامل ہے لیکن باتفاقِ امت اس جگہ اس سے مراد جماع ہے[19]۔ یہاں مطلق معنی کو مقید کر دیا۔

کسی مبہم کی وضاحت کیلئے

یعنی جب کوئی بات مبہم ہو تو اسکی وضاحت کیلئے بھی اجماع نقل کرتے ہیں۔ جیسے یہاں شطر کے دو معانی آتے ہیں ایک نصف شے اور دوسرا سمت کیلئے، مفتی شفیع نے سورۃ البقرہ کی آیت 144 مین دونوں معانی ذکر کرکے بتا دیا کہ یہاں اجماعا مراد سمت ہے[20]۔

تفسیر میں اجماع اور اختلاف، مفسرین کا اجماع کو ذکر کرنے کے اسباب اور فوائد

تفسیر میں اجماع اور اختلاف تنوع اور اختلاف تضاد

اجماع فی التفسیر کا مطلب ہے کہ آیت کی تفسیر میں کسی معنی پر اجماع ہو۔ اور اختلاف فی التفسیر کا مطلب ہے کہ آیت کے معنی میں اتفاق نہ ہونا۔

لہذا اجماع اختلاف کا متضاد اور تقابل ہے۔ اس لئے چند باتیں ذہن نشین کرنے کی ضرورت ہے۔

احکام کی بنسبت تفسیر میں اختلاف بہت کم ہے جیسا کہ ابن تیمیہؒ نے فرمایا ہے:

الخلاف بين السلف في التفسير قليل، وخلافهم في الأحكام أكثر من خلافهم في التفسير.[21]

اسلاف میں تفسیر میں بہت کم اختلاف ہے اور ان میں اختلاف تفسیر کی بنسبت احکام میں بہت زیادہ ہے۔

تفسیر میں جو اختلاف ہے وہ زیادہ تر اختلاف تنوع ہے۔ جیسا کہ ابن تیمیہؒ نے فرمایا:

وغالب ما يصح عنهم من الخلاف: يرجع إلى اختلاف تنوع، لا إلى اختلاف تضاد[22]

مفسرین کا زیادہ تر اختلاف اختلاف تنوع ہے نہ کہ اختلاف تضاد

اور اختلاف تنوع اختلاف کی وہ قسم ہے جو اجماع کیلئے مانع نہیں ہے اور اس سے اجماع پر کوئی فرق نہین پڑتا جسے ہم آگت تفصیل سے بتائیں گے۔

اختلاف تنوع کی تعریف

هو أن تحمل الآية على جميع ما قيل فيها إذا كانت معان صحيحة غير متعارضة. فتلك الأقوال وإن كانت مختلفة ولكنها غير متضادة، فالجمع بينهما ممكن ، والقول بها جميعا في تفسير الآية مطلوب[23]۔

آیت میں جتنے اقوال ہیں وہ تمام معانی مراد لئے جائیں جبکہ وہ معانی صحیح ہوں اور آپس میں متعارض نہ ہوں۔

تو یہ اقوال اگرچہ آپس میں مختلف ہوتے ہیں مگر متضاد نہیں ہوتے اور ان تمام معانی کو مراد لینا اور سب کو جمع کرنا ممکن ہوتا ہے۔

اختلاف تنوع کی اقسام

ذكر العلماء أن اختلاف التنوع له أربعة أقسام:

أن يعبر كل واحد من المفسرين عن المعنى المراد بعبارة غير عبارة صاحبه، تدل على معنى في المسمى غير المعنى الآخر مع اتحاد المسمى.أن يذكر كل مفسر من الاسم العام بعض أنواعه على سبيل المثال.أن يكون اللفظ محتملا لأمرين: إما لأنه مشترك في اللغة، أو لأنه متواطئ.أن يعبروا عن المعنى بألفاظ متقاربة[24].

علماء نے اختلاف تنوع کی چار اقسام ذکر کی ہیں۔

1. ہر مفسر اپنے الفاظ میں آیت کا معنی بتائے۔ بایں طور کہ مسمی تو ایک ہی ہوتا ہے البتہ مسمی میں موجود معنی ہر مفسر الگ الگ بیان کرے۔
2. ہر مفسر عام کی بعض انواع کو بطور مثال ذکر کرے۔
3. لفظ ایسا ہو کہ اس میں دونوں معانی کا احتمال موجود ہو، مشترک یا متواطی ہونے کی وجہ سے۔
4. ہر مفسر متقارب الفاظ سے آیت کا معنی بیان کرے۔

لھذا اختلاف تنوع کی یہ تمام اقسام اجماع کیلئے مانع نہیں ہیں اور ان تمام اقوال کے باوجود اجماع ہو سکتا ہے کیونکہ یہ تمام معانی مراد ہو سکتے ہیں۔

لہذا اگر کوئی مفسر اس طور پر اجماع نقل کرے کہ اس میں وہ سارے معانی مراد ہو سکتے ھوں اور کسی بھی معنی کا الغاء نہ ہو تو یہ اجماع صحیح ہے اور اس طرح کا اختلاف اجماع کے خلاف نہیں ھے۔

لیکن اگر کوئی مفسر کسی ایک قول پر اجماع نقل کرے تو چونکہ اس صورت میں دیگر معانی کی نفی ہوتی ہے اس لئے اس صورت میں تفصیل طلب کی جائے گی کہ مفسر کی مراد کیا ہے؟ جس معنی پر اجماع نقل کیا گیا ہے وہ بھی من جملہ ان معانی میں سے ایک ہے؟ یا صرف وہی معنی مراد ہے اور دیگر معانی کی نفی کی گئی ہے؟ اگر دوسری صورت ہے تو پھر اجماع صحیح نہیں کیونکہ اختلاف موجود ہے۔ اور پہلی صورت ہے تو مطلقا اجماع کو صحیح نہیں کہا جائے گا۔ اگرچہ غالب یہی ہے کہ اجماع صحیح ہو گا۔

خلاصہ یہ کہ اختلاف تنوع سے اجماع پر کوئی فرق نہیں پڑتا بشرطیکہ اسے اس طور پر نقل کا گیا ہو کہ سارے اقوال مراد ہو سکتے ہوں۔ اور کسی کی بھی نفی نہ کی جائے۔ اس صورت کے علاوہ ہو تو پھر اختلاف اجماع پر اثر انداز ہو سکتا ہے۔

اختلاف تضاد کی تعریف

هو أن يرد في معنى الآية قولان متنافيان بحيث يتعين من قبول أحدهما رد الآخر [25]

آیت کی تعریف میں دو متضاد اور متعارض اقوال اس طور پر ذکر کرنا کہ ایک قول کو قبول کریں تو دوسرا خود بخود مسترد ہو جائے۔

کیونکہ دو متضاد چیزیں جمع نہیں ہو سکتیں۔ جب ہم ایک قول کی تعیین کریں گے تو دوسرا خود بخود ختم ہو جائے گا۔ اور ظاہر ہے کہ اختلاف حق کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتا۔

یعنی دونوں معانی آپس میں متضاد ہوں اور چونکہ ضدین آپس میں جمع نہیں ہوسکتے ہیں، لہذا کسی ایک کے مراد لینے سے دوسرے معنی کی خودبخود نفی ہوجاتی ہو۔

ایسی صورت میں ظاہر ہے کہ اجماع نہیں ہوسکتا۔ اور یہ صورت اجماع کے بالکل خلاف ہے۔

مفسرین کے اجماع کو ذکر کرنے کے اسباب اور فوائد

اجماع کو ذکر کرنے کے اسباب

جیسا کہ پہلے ذکر ہوا کہ اجماعات کی انتہائی کثرت کی وجہ سے مفسرین اسے ہر جگہ ذکر نہیں کرتے، کیونکہ ان کا حصر بہت مشکل ہے۔ اس لئے مفسرین کسی خاص مقصد و ضرورت کے تحت ہی اجماع ذکر کرتے ہیں۔

اہم اسباب یہ ہیں:

1. مخالفین پر رد
2. محل نزاع کی تعیین
3. کسی قول کو دوسرے قول پر ترجیح دینا
4. کسی فاسد معنی کے توھم کو ختم کرنے کیلئے
5. جب کوئی لفظ اپنی مراد پر دلالت نہ کرتا ہو
6. آیت کی تفسیر جب ظاہر کے خلاف ہو
7. کسی مطلق کو مقید کرنے کیلئے
8. کسی مبھم کو بیان کرنے کیلئے[26]

ان سب کی تفصیل پہلے اجماعات میں تفسیر معارف القرآن کی خصوصیت کے تحت گزر چکی ہے۔

مفسرین کی اجماع کی مخالفت کے اسباب

علماء نے تفاسیر میں اجماع کی مخالفت کے کئی اسباب لکھے ہیں جن میں سب سے اہم یہ ہیں:

خواہشات کی اتباع

اجماع کی مخالفت کی یہ سب سے بڑی وجہ ہے۔ خواہشات کی اتباع کرنے والا اسلاف سے منقول اجماعی مسائل میں اختلاف کرتا ہے اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے کلام کو اپنے اصلی معانی سے پھیر دیتا ہے اور تفسیر کے نام پر اس مین تحریف کرتا ہے محض اپنی خواہش کی اتباع کیلئے۔

بدعت

بدعت کی وجہ سے بھی عموما مفسر اجماع کی مخالفت کرتا ہے[27]، چنانچہ اہل بدعت اپنے باطل عقائد پر خواہ مخواہ قرآنی آیات کی انطباق کرتے ہیں اگرچہ ہو سلف کے اجماع کے مخالف ہو۔

جیسے قدریہ، جہمیہ، مرجئہ، معتزلہ، خوارج، روافض وغیرہ کے، انہوں نے اپنے اپنے مذاہب کے اصولوں پر تفاسیر لکھی ہیں[28]۔

سلف کے اجماعات اور آثار کے متعلق علم کی کمی

اس علمی کمی کی وجہ سے وہ صحیح اور ضعیف روایات میں تمییز نہیں کر سکتے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ اصل بدعت کو دیکھیں گے کہ اہل بدعت کو صحابہ و تابعین[29] کے اقوال کے متعلق بہت کم معلومات ہوتی ہیں۔

جس کی وجہ سے وہ ایسی باتوں سے متعلق بھی اختلاف کرتے ہیں جس کے بارے میں سلف کا اجماع ہوتا ہے۔ اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کسی آیت کی تفسیر میں سلف سے دو قول منقول ہوتے ہیں اور یہ انکی طرف سے اجماع ہوتا ہے کہ اس میں تیسرا کوئی قول نہیں ہے لیکن بعض لوگ اس کا انکار کرتے ہیں اور دیگر اقوال نقل کرتے ہیں اور اس اجماع کی مخالفت کرتے ہیں[30]۔

صرف لغت کی بنیاد پر قرآن کی تفسیر

من غير نظر إلى المتكلم وبالقرآن، والمنزل عليه، المخاطب به، فلم يراعوا ما يصلح للمتكلم به، ولبيان الكلام[31]

یعنی متکلم قرآن اور جس پر قرآن نازل ہوا اور جو اس کا مخاطب ہے اس کی رعایت کئے بغیر صرف عربی لغت کی بنیاد پر قرآن کی تفسیر کرنا، چنانچہ نہ وہ متکلم کی رعایت کرتے ہیں نہ کلام کی۔

اقوال شاذہ کا اعتبار کرنا

حيث يذكر بعض المفسرين الخلاف في مسألة قد وقع فيها إجماع سابق، فلا يعتد لهذا القول لشذوذه في مخالفة الإجماع[32]۔

بعض مفسرین کسی ایسے مسئلہ میں اختلاف ذکر کرتے ہیں جس میں پہلے اجماع ہو چکا ہے۔ لہذا کسی بھی ایسے قول کا اعتبار نہیں کیا جائے گا اجماع کے مخالف ہونے کی وجہ سے۔

انعقاد اجماع کے بعد کوئی قول کرنا

ایسی مخالفت جو اجماع کے منعقد ہونے کے بعد کی گئی ہو اس کا کوئی اعتبار نہیں۔

ضعیف روایات پر اعتماد کرنا۔

ضعیف روایات پر اعتماد کرنے کی وجہ سے بھی بعض مفسرین کسی ایسے مسئلہ کے بارے اختلاف کرتے ہیں جس میں پہلے سے اجماع ہو چکا ہوتا ہے۔ لہذا کسی بھی ایسی ضعیف روایت پر اعتماد نہیں کیا جائے گا اجماع کے مخالف ہونے کی وجہ سے۔

سلف سے منقول اختلاف کو نہ سمجھنا

عدم فهم الخلاف الوارد عن السلف: فكثير من الخلاف الوارد عن السلف من باب اختلاف التنوع، فيأتي من المتأخرين من يحمله على اختلاف التضاد[33]۔

کیونکہ سلف سے منقول بہت سے اختلافات، اختلاف تنوع ہوتے ہیں اور بعد والے یہ سمجھتے ہیں کہ شاید یہ اختلاف تضاد ہے۔

نتائج البحث:

بہت سے علماء اور تحقیقی مقالہ جات[34] میں اجماع کے فوائد بیان کئے گئے ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے:

1۔ اجماع شریعت اسلامیہ کا بنیادی مصدر ہے۔ اور یہ اجماع شریعت اسلامیہ کا بنیادی مصدر رہے، اور یہ اجماع شریعت کے احکام کو خلود و دوام بخشتا ہے کہ یہ ہر جگہ اور زمانے میں قابل عمل ہے کیونکہ مجتہدین امت کو ہر زمانے میں یہ اجازت ہے کہ وہ ہر نئے واقع کے بارے میں کوئی رائے قائم کریں اور قرآن و سنت اور قیاس کے ذریعے اس بارے کوئی حکم صادر فرمائیں[35]۔

2۔ اجماع کے مسائل کو اجاگر کرنے سے مذاہب فقہیہ کے اختلاف کے باوجود امت میں اتحاد و اتفاق کی فضا پیدا ہوتی ہے اور یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ جن مسائل میں اختلاف ہے وہ مسائل فرعیہ ہیں۔ اور اصول دین سمیت بہت سے مسائل پر امت کا اتحاد و اجماع ہے۔

3۔ اجماع سے ان مسائل اور امور کا حجم معلوم ہوتا ہے جس پر امت کا اجماع ہے کہ ان مسائل میں گمراہ لوگ کوئی فساد اور تحریف نہیں کرسکتے۔ اور ان لوگوں پر بھی رد ہو جاتا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ امت میں تو ہر چیز میں اختلاف ہے تو ان کو کون سی چیز متحد کرے گی۔ تو گویا اجماع امت کے اتحاد و یگانگت قائم رکھنے کا اہم ذریعہ بھی ہے۔

4۔ وہ سند جس پر اجماع قائم ہوتا ہے بعض اوقات وہ ظنی ہوتا ہے تو اس پر اجماع سبب بن جاتا ہے حکم کے مرتبے کا کہ اس کا رتبہ بلند ہو جاتا ہے۔ یعنی وہ حکم ظنی سے قطعی کے مرتبہ پر فائز ہو جاتا ہے کیوں کہ اجماع ایسے معاملات پر ہی ہوتا ہے جس بارے نص نہ ہو۔

5۔ قرآن یا سنت یا قیاس سے ثابت ہونے والا حکم اگر ظنی ہو یعنی وہ حکم مراد ہونے کا گمان غالب ہو تو اجماع اسے قطعی اور یقینی بنا دیتا ہے جس کے بعد کسی فقیہ کو اس سے اختلاف کا جواز باقی نہیں رہتا۔ اور اگر وہ حکم پہلے ہی قطعی تھا تو اجماع اس کی قطعیت میں مزید قوت اور تاکید پیدا کر دیتا ہے۔

6۔ اجماع جس دلیل شرعی پر مبنی ہو بعد کے لوگوں کو اس دلیل کے پرکھنے کی اور اس میں غور و فکر کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ ان کو اس مسئلہ پر اعتماد کرنے کے لئے بس اتنی دلیل کافی ہوتی ہے کہ فلاں زمانہ کے تمام مجتہدین کا اس پر اجماع منعقد ہو چکا ہے۔ انہوں نے کس دلیل شرعی کی بنیاد پر یہ اجتماع فیصلہ کیا تھا؟ یہ جاننے کی ضرورت بعد کے لوگوں کو نہیں رہتی۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات(References)

[1] لاہوری، حافظ عمران ایوب، فقہ الحدیث، فقہ الحدیث پبلیکیشنز لاہور، مطبوعہ حمید پرنٹر، اجماع کی تعریف : ج:1، ص:66، نعمانی کتب خانہ، فروری2004ع

[2] ایضاً ص67

[3] ڈاکٹر فاروق حسن، فن اصول فقہ کی تاریخ عہد رسالت سے عصر حاضر تک، دارالاشاعت، اکتوبر2006، حصہ دوم، ص:757

[4] ایضاً

[5] المائدہ05:آیت:03

[6] تبریزی، محمد بن عبداللہ خطیب، مشکواۃالمصابیح، (اردو)، مکتبہ اسلامیہ، طباعت2013ع، حدیث173، ج:1، ص:93

[7] ایضاً، حدیث:174، ج:1، ص؛94

[8] النساء4، آیت115

[9] عثمانی، محمد شفیع مفتی، معارف القرآن: طبع :اول، ربیع الاول1399ھ، فروری1979ع، ج:02، ص:546

[10] الخضیری، الشیخ محمد بن عبدالعزیز بن احمد الخضیری، الإجماع في التفسیر، رسالۃ ماجستیر، الناشر دار الوطن، ص89

[11] Adil, Muhammad, and Dr Sardar Muhammad Saad Jaffar. "Role Of Religious Parties In Legislation In Parliament Of Pakistan (2013-18): A Critical Analysis." *Webology* 18, no. 5 (2021): 1890-1900.

[12] الخضیری، الاجماع فی التفسیر، ص89

[13] مفتی شفیع، معارف القرآن ج1ص566

[14] مفتی محمد شفیع، معارف القرآن، ج1ص580

[15] Jaffar, Saad, and Abdul Rasheed Qadri. "An Overview of Fundamental Articles in Talmūd (Mishnā) متن التلمود (مشنہ) کے اساسی مضامین کا اجمالی جائزہ." *IHYA-UL-ULUM* 20, no. 2 (2020).

[16] ایضا، ج1ص113

[17] ایضا، ج1ص668

[18] مفتی شفیع، معارف القرآن، ج1ص439-440

[19] مفتی شفیع، معارف القرآن، ج1ص454

[20] ایضا، ج1ص381

[21] ابن تیمیہ، تقي الدین أبو العباس أحمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام بن عبد اللہ بن أبي القاسم بن محمد بن تیمیۃ الحراني الحنبلي، الدمشقي، مقدمۃ التفسیر ضمن مجموع الفتاوی، ج13ص333، مقدمۃ في أصول التفسیر، الناشر: دار مکتبۃ الحیاۃ، بیروت–لبنان، ج1ص9

[22] ایضا

[23] الدکتور صلاح عبد الفتاح الخالدی، تعریف الدارسین بمناہج المفسرین: ص 83، الناشر: دار القلم –دمشق. الطبعۃ الرابعۃ، فصول فی إصول التفسیر: 57، اسباب اختلاف المفسرین: ص 16.

[24] ابن تیمیہ، مقدمۃ فی إصول التفسیر، ص 42-43، مساعد بن سلیمان الطیار، فصول فی إصول التفسیر، ص 58،

[25] مساعد بن سلیمان، فصول فی إصول التفسیر، ص 57، صلاح الدین الخالدی، تعریف الدارسین، ص 83، إحمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام بن تیمیۃ، اقتضاء الصراط المستقیم، ص 34، مکتبۃ الرشد، الریاض.

[26] الحضیری، الإجماع فی التفسیر، ص 109، محمد صالح محمد سلیمان ،اختلاف السلف فی التفسیر،، دار ابن الجوزی ، المملکۃ العربیۃ السعودیۃ، ص 172

[27] ابن تیمیہ، مقدمۃ التفسیر ضمن مجموع الفتاوی، ج 13 ص 355-356

[28] دیکھئے: إبی إسحاق إبراہیم بن موسی الشاطبی ،الموافقات، ج 3 ص 77، الدکتور ہشام بن إسماعیل الصینی ،الاعتصام، درا ابن الجوزی، ج 1 ص 231، الحضیری، الإجماع فی التفسیر، ص 112، 111.

[29] الحضیری، الاجماع فی التفسیر، ص 111 ، إمیر بادشاہ؛ محمد إمین بن محمود البخاری، تیسیر التحریر، مصطفی البابی الحلبی، ج 3 ص 277

[30] ابن تیمیہ، رسالۃ الفرقان بین الحق والباطل ضمن مجموع الفتاوی، ج 13 ص 355-356

[31] ابن تیمیہ، مقدمۃ التفسیر ضمن مجموع الفتاوی، ج 13 ص 355-356

[32] الحضیری، اجماع فی التفسیر، ص 117

[33] ایضا، ص 121

[34] ابن تیمیہ، مجموع الفتاوی، ج 19 ص 195، ، عمر بن سلیمان الأشقر، نظرۃ فی الإجماع الأصولی، ص 73، الحضیری، الإجماع فی التفسیر، 36.

[35] الدکتور عدنان کامل السرمینی، حجیۃ الإجماع، ص 7